39

ہم اور ہمارے مخالفین میں کھلا فیصلہ

(فرمودہ ۱۵ / دسمبر ۱۹۱۶ء)

سُورہ فاتحہ اور مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝[1]

قرآن شریف میں تین جماعتوں کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ان سے زیادہ ظالم کوئی نہیں۔ ایک تو وہ جو خدا پر افتراء کرتے ہیں۔ ان کو کوئی الہام نہیں ہوتا۔ کوئی وحی نہیں ہوتی بلکہ جان بُوجھ کر جھوٹ مُوٹ الہام بنا لیتے ہیں ان سے زیادہ بھی کوئی ظالم نہیں[2]۔ (۲) دوسرے وہ لوگ جو سچّے ملہموں اور ماموروں کا انکار کرتے ہیں[3]۔ (۳) وہ لوگ ہیں جو مساجد میں ذکرِ الٰہی سے روکتے ہیں۔[4]

خدا پر افتراء کرنے والا جو یہ کہتا ہے کہ مجھ پر وحی ہوئی ہے حالانکہ اس پر خدا کی طرف سے کوئی وحی نہیں ہوئی ہوتی۔ پھر وہ شخص جس کے لئے خدا کی طرف سے ایک شخص پیغام لے کر آتا ہے لیکن اسکے پاس اگر اس کے گھر سے کوئی پیغام لائے تو اس کی سُنتا اور مانتا ہے اور اگر سرکار کی طرف سے چپڑاسی آئے تو اس کی عزّت و توقیر کرتا ہے۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف سے اس کے لئے پیغام لے کر آتا ہے اس کو کافر کہتا ہے اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

تیسرے وہ لوگ جو ان جگہوں سے روکتے ہیں جن کا نام اللہ کا گھر ہے اور جن کے بنانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ان میں اللہ کا ذکر کیا جائے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم ان میں عبادت نہیں کرنے دیں گے ان سے زیادہ بھی کوئی ظالم نہیں اور جو سب سے زیادہ ظالم ہوگا وہ کافر بھی ہوگا۔ لیکن

---

[1] البقرہ:۱۱۵ [2] الانعام:۹۴ [3] العنکبوت:۶۹ الزمر:۳۳ [4] البقرہ:۱۱۵۔

خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ یہ تین قسم کے لوگ ظالم نہیں بلکہ اظلم ہیں یعنی سب سے بڑے کافر ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو جھوٹا الہام بناتے ہیں اور وہ جو سچّے نبی کا انکار کرتے ہیں اور وہ جو اللہ کے نام پر بنائی ہوئی مساجد سے لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے لئے ذلّت ہے اور فرمایا انّہٗ لا یفلح الظّٰلمون [1] ظالم کامیاب نہیں تو یہ تو اظلم ہیں یہ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ پس ان کے لئے دُنیا و آخرت میں ذِلّت و ناکامیابی ہے۔

یہ تین بڑے گروہ ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق جس وقت ہم یہ معیار پیش کرتے ہیں تو وہ چند لوگوں کے نام لے دیا کرتے ہیں۔ مثلاً باب وغیرہ۔ کہ وہ بھی تو تیئیس سال سے زیادہ تک زندہ رہے۔ پس ان لوگوں کا کامیاب ہونا اور تیئیس سال تک زندہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ ظالم بھی کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے کہ ہمارے سامنے ان لوگوں کو پیش کرتے ہیں جو مفتری علی اللہ نہ تھے۔ یعنی یا تو ان کا دعویٰ نبوّت تھا ہی نہیں یا وہ مجنون تھے اور مجنون سزا کا مستوجب نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے سزا افتراء علی اللہ کرنے والوں کے لئے رکھی ہے یعنی جو اللہ پر جان بُوجھ کر افتراء باندھتے ہیں لیکن مجنون بیچارہ تو نہیں جانتا کہ مَیں کیا کہہ رہا ہوں اور مجنون کو پہچاننا کوئی مشکل نہیں۔ پس جو شخص رسالت یا نبوّت کا مدعی ہی نہیں یا جو مجنون ہے اسکی مثال ہمارے سامنے نہیں پیش کی جاسکتی اور وہ جو اللہ ہونے کا مدعی ہو وہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ معیار انہیں لوگوں کے پرکھنے کا ہے جو افتراء علی اللہ کرتے ہیں اور مجنون نہیں ہوتے۔

بہاء کا دعویٰ خدائی کا تھا اور اس میں سخت ناکام ہوا لیکن لوگ اس کے حالات کی ناواقفیت کی وجہ سے کہہ دیا کرتے ہیں۔ پس اس کا رسالت کا دعویٰ نہ تھا اور قرآن نے جھوٹے خداؤں کے لئے کوئی سزا اِس جگہ بیان نہیں فرمائی اور نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ضعیف اور ناتوان انسان کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن رسول چونکہ اِنسان ہی ہوا کرتے ہیں اِس لئے اگر جھوٹے رسول بھی کامیاب ہو جایا کرتے تو دُنیا گمراہ ہو کر ہلاک ہو جاتی اور پھر سچّے اور جھوٹے رسول میں کوئی امتیاز نہ رہتا۔ اِس لئے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کے لئے یہ سزا مقرر کی کہ وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے جن کو پیش کیا جاتا ہے ان میں بہت سے تو پاگل تھے اور بعض رسالت کے مدعی ہی نہ تھے اور مجنون اور پاگل کے لئے یہاں عذاب کی شرط نہیں ہے کیونکہ مجنون کبھی اپنے دعویٰ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کو ہر مذہب و مِلّت کے لوگوں نے مانا ہے اور ہر طبقہ کے لوگوں نے قبول کیا ہے اور یہ آپ کے کامیاب ہونے کی علامت ہے۔ ایک مجنون کی حرکات و سکنات

[1] الانعام: ۲۲۔

میں وقار نہیں ہوتا اور وہ ہر ایک بات میں حدود سے باہر ہو جاتا ہے اِس لئے سمجھدار اور دانا متقی اور باوقار لوگ اس کے ماتحت نہیں ہؤا کرتے۔ یُوں تو مجنون تمام انبیاءؑ کو ہی کہا گیا ہے اور حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی کہا گیا ہے لیکن حضرت نبی کریمؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کو ان لوگوں نے قبول کیا جن کی دانشوری اور عقلمندی دُنیا میں مسلّم تھی اور جن کو متفقہ طور پر دانا کہا جاتا تھا۔ ان لوگوں کا آپ کو قبول کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ مجنون نہ تھے اِس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جن سے آپ کے سچّے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر یہی ایک دلیل ایسی موٹی اور واضح ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کیا یہ نہیں کہ کہیں دور کے رہنے والے تھے اور آپ کے حالات سے ناواقف تھے۔ بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو بچپن سے لے کر جوانی تک اور پھر آخری عمر تک آپ کے حالات کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ جو اپنی قابلیّت اور دانائی کے لحاظ سے تمام قوم میں عزّت ووقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اور جب کسی پر کوئی مشکل آ پڑتی تھی تو وہ آپ کی طرف مشورہ کے لئے رجوع کرتا تھا۔ جس وقت اُن کو معلوم ہؤا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوّت کیا ہے اُس وقت آپ سفر سے آرہے تھے آپ نے سُننے کے ساتھ فوراً ہی قبول کر لیا اور کہا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا[1]۔ پھر حضرت ابوبکرؓ ہی نہیں بلکہ ہزاروں داناؤں نے آپؐ کو قبول کیا۔ اُن لوگوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرنا جن کی دانائی وعقل مندی مشہور تھی آپؐ کے مجنون نہ ہونے پر گواہ ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ایسے لوگوں کی مثالیں لا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کو جھٹلانا چاہتے ہیں جنہوں نے دعویٔ نبوّت ہی نہیں کیا یا وہ مجنون تھے بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی بہت سے اِسی قسم کے لوگوں نے مانا ہے جو اپنے حلقہ میں خاص عزت واحترام رکھتے تھے۔ مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب ایک ایسے شخص تھے جن کو تمام ہندوستان میں کم وبیش لوگ خوب جانتے اور آپ کی قابلیّت کو تسلیم کئے ہوئے تھے۔ اور خصوصًا آپ علمِ طِبّ میں ایسے شہرۂ آفاق تھے کہ جس کی نظیر نہیں۔ اور طِبّ وہ علم ہے کہ جس سے جنون کو خوب پہچانا جاسکتا ہے۔ پس آپ کا حضرت مسیحِ موعودؑ کے دعویٰ کو تسلیم کرنا ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود مجنون نہ تھے کیونکہ اگر مجنون ہوتے تو وہ شخص جس کی طِبّی قابلیّت خاص طور پر مشہور تھی اور جو اپنے پیشہ میں فرد تھا اُس کو وہ تسلیم نہ کرتا۔ لیکن اُس نے ایسا تسلیم کیا کہ سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پاس آ بیٹھا اور یہیں اپنی زندگی

---

[1] بخاری کتاب فضائل اصحاب النّبی صلی اللہ علیہ وسلم باب مناقب المہاجرین۔

کو ختم کر دیا۔

پھر اَور بہت سے لوگ ہیں جو اپنے اپنے حلقہ میں خاص درجہ رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ مجنون نہ تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب دعویٰ سے کئی سال پہلے کے حضرت صاحب سے ملنے والے تھے۔ روزانہ مجالس میں ساتھ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس سے اس قسم کی اعلیٰ کُتب لکھوائیں کہ دنیا نے اُن کی عمدگی اور برتری کو تسلیم کر لیا۔ اور جان لیا کہ یہ وہ کام ہے جس کو اور عقل مند بھی نہیں کر سکے۔

پس براہینِ احمدیہ کا آپ سے لکھوانا اور دانا لوگوں کا آپ کو قبول کرنا شاہد ہے اس بات پر کہ آپ مجنون نہ تھے۔ پھر بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ کئی ولی اور صدیق ہوئے کہ لوگوں نے اُن کے وقت میں اُن کا انکار کیا اور باوجود انکار کرنے کے ہلاکت سے بھی بچ گئے۔ ہم کہتے ہیں کہ تم ایک نہیں ہزار ولیوں کے مخالفین کا حال بھی پیش کرو وہ ہمارے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا ہاں اگر تم لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو کسی نبی کی مثال پیش کرو کہ اُس کو جھٹلانے اور اُس کی مخالفت میں سرگرم رہنے والے کامیاب ہوئے ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت کا دعویٰ تھا لیکن ایک نبی کی بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

غرض یہ تین گروہ ہیں جن کو اظلم قرار دیا گیا ہے اور جن کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ کامیاب نہ ہوں گے یہ آیتیں مَیں نے دیکھا ہے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں خوب فیصلہ کرتی ہیں۔ دونوں گروہ مدعیٔ اسلام ہیں اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اب ہمارا اور اُن کا فیصلہ آسان ہے۔ اَظلم کے معنی کافر کے ہیں اور ہمارا اور اُن کا یہ اختلاف ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو مفتری علی اللہ قرار دیتے ہیں لیکن ہم حضرت مسیح موعودؑ کو سچا اور راستباز یقین کرتے ہیں اور غیر احمدیوں کو اس سچے مدعی کو جھٹلانے والے کہتے ہیں۔ اب ہم دونوں میں اختلاف ہے ہم کہتے ہیں کہ تم کذب بآیٰتہٖ کے مصداق ہو کر اظلم ہو اور وہ ہمیں نعوذ باللہ مفتری علی اللہ کو ماننے والے قرار دے کر اظلم بمعنی کافر کہتے ہیں۔ ہم دونوں میں اختلاف ہے یہ دونوں فریق کو مسلّم ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اس کے باہر کوئی سچا مذہب نہیں۔ جب اسلام کے باہر سچائی نہیں تو ان دونوں میں سے ایک سچا ضرور ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی سچا نہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ دنیا میں سچا مذہب کوئی نہیں کیونکہ دونوں فریق کو یہ مسلّم ہے کہ اسلام کے باہر کوئی مذہب سچا نہیں۔ پس ان دونوں میں سے ایک سچا ہے اور ہمیں اس سچے کو ہی معلوم کرنا ہے۔

اب ہم فیصلہ کے لئے قرآن مجید کی طرف جاتے ہیں وہاں ان دو ۲ گروہوں کے علاوہ ایک اور گروہ ہے جس کے متعلق ومن اظلم ممّن منع مسٰجد اللہ آیا ہے یعنی ایک گروہ ہے کہ وہ بھی بڑا ظالم ہے جو لوگوں کو اللہ کی مسجدوں سے روکتا ہے کہ اُن میں عبادت نہ کرو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ

آیت کن پر چسپاں ہوتی ہے۔آیا ہم ہیں وہ لوگ جو اپنی مسجدوں میں کسی کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری مسجدوں میں آ کر کوئی نماز نہ پڑھے یا غیر احمدی ہیں جو احمدیوں کے لئے مسجدوں میں عبادت کرنے کی ممانعت کرتے ہیں۔جو اس طرح کرتے ہوں گے یعنی اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکتے ہوں گے اُن پر یہ آیت چسپاں ہوگی۔ہم پر تو چسپاں نہیں ہوسکتی کیونکہ ہماری مسجدوں میں ہر ایک شخص خواہ ہمیں کافر ہی کہتا ہو یا ہمارے قتل کا فتویٰ ہی دیتا ہو یا ہمارا مال غصب کرنا بھی جائز جانتا ہو نماز پڑھ سکتا ہے ہم ان میں سے کسی کو منع نہیں کریں گے وہ آئیں اور ہماری مسجدوں میں نماز پڑھیں لیکن دیکھو غیر احمدی ہم سے کیا سلوک کر رہے ہیں۔کیا اُن کی بعض مسجدوں کے دروازوں پر نہیں لکھا ہوتا کہ اس مسجد میں کسی مرزائی (احمدی) کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔پھر کیا اُن کے علماء کی طرف سے یہ فتوے شائع نہیں ہوئے کہ احمدی ہماری مسجدوں میں آ کر نماز نہیں پڑھ سکتے۔

پس یہی لوگ ہیں جو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہم کو روکتے ہیں اِس لئے وہ اس آیت **ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ** کے ماتحت اظلم[1] قرار پائے اور اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مساجد اللہ سے روکتا ہے وہ کافر ہے۔پس اِس آیت نے ہمیں بتا دیا کہ یقینی طور پر غیر احمدی جھوٹے ہیں اور ہم سچے ہیں۔نیز یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ ان دونوں گروہوں میں سے جو اسلام کے مدعی ہیں کون حق پر ہے۔

آج ہمارے نئے مخالف (غیر مبایعین) ہم کو کہتے ہیں کہ تعلیم یافتہ طبقہ اِس قسم کا ہے کہ وہ ہمیں کافر نہیں کہتا۔پس جب وہ لوگ ہمیں کافر نہیں کہتے تو ہم بھی ان کو حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے ماتحت کافر نہیں کہہ سکتے۔ہم کہتے ہیں اگر کوئی ایسے لوگ ہیں تو ان کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ کم از کم دو سَو[2] مولویوں کے نام بنام کی فہرست بنا کر جنہوں نے ہمیں کافر کہا ہے شائع کردیں کہ ہم ان مولویوں کو کافر سمجھتے ہیں۔اور پھر وہ خدا کے ان تازہ بتازہ نشانات کو جو ہمیں خدا کی طرف سے ملے ہیں ان کو قبول کریں اور ان کے دِل میں کوئی شعبۂ نفاق نہ ہو۔جب وہ ایسا کریں گے تو ہم بھی ان کو مسلمان کہیں گے۔اب یہ ایسی ہی بات ہے جیسی کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے متعلق فرمائی ہے کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم ان سے کہہ دو کہ مَیں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔گویا نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کی عبادت ہوسکتی ہے۔اسی طرح نہ کوئی ایسا غیر احمدی شخص ہے جس نے حضرت صاحب کی اس شرط کو پورا کیا ہو اور نہ ہم کسی کو مسلمان کہہ سکتے کیونکہ اس قسم کا آدمی جو ان مولویوں کو کافر کہے اور پھر حضرت مسیح موعود کے تازہ بتازہ نشانات کو مانے اور پھر اس میں کوئی شعبۂ نفاق بھی نہ ہو تو وہ پھر غیر احمدی نہیں رہ سکتا وہ تو ضرور حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہو جائے گا لیکن اگر اس نے بیعت نہیں کی تو معلوم ہوا کہ اس کے دل میں شعبۂ نفاق باقی ہے۔ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی مگر غیر مبایعین کہتے ہیں کہ پائی جاتی ہے

لیکن ہم نے تو اس وقت تک کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں دیکھا اگر ان کو کوئی ایسا شخص معلوم ہو جو حضرت مسیح موعودؑ کی اس شرط کو پُورا کرنے والا ہو تو اُسے پیش کریں لیکن وہ یاد رکھیں کہ یہ شرط زبان سے کہہ دینے سے پوری نہیں ہوتی کیونکہ اس کا تعلق عمل سے ہے۔اب اگر کوئی ان کے پاس الگ بیٹھ کر یہ بھی کہہ دیتا ہو کہ مَیں احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں تو وہ اس وقت تک کسی شمار میں نہیں آ سکتا جب تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقررہ شرط کو پُورا نہ کرلے۔پس ہر ایک وہ شخص جو کہتا ہے کہ مَیں احمدیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں وہ اِس شرط پر بھی عمل کر کے دکھائے پھر ہم اس کو کافر نہیں کہیں گے لیکن ایسا آدمی ایک بھی نہیں۔جب ایک بھی نہیں تو ہم ان غیر احمدیوں کو کس طرح مسلمان کہہ دیں۔

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ غیر مبایعین ایک آدمی ہی اِس قسم کا دکھا دیں جس میں یہ شرط پائی جاتی ہو اور پھر وہ غیر احمدی ہو۔یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔کیونکہ ایسا شخص ضرور حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہوجائے گا۔

ہمیں کہا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ گروہ ایسا نہیں جو ہم کو کافر کہتا ہو۔اوّل تو ہم کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت مسیح موعود نے جو شرط ان کو مسلمان کہنے کے لئے لگائی ہے اس کو پُورا نہیں کرتے اِس لئے ہم ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ ہمیں کافر نہیں کہتے۔آج ہی مَیں نے انگریزی اخبار سول میں ایک تار پڑھا ہے۔مونگھیر میں ہمارا ایک مقدمہ ہے۔پہلے عدالتِ ماتحت میں مقدمہ ہوُا وہاں کی عدالت نے فیصلہ کیا کہ یہ احمدی ہیں تو مسلمان مگر غیر احمدیوں کی مسجد میں جماعت نہیں کرا سکتے۔اس کے متعلق ہماری طرف سے ہائیکورٹ میں اپیل ہوئی ہے۔غیر احمدیوں کی طرف سے مظہر الحق وکیل ہے جو انگریزی خوانوں کا بہت بڑا لیڈر رہے اور بہت بڑا آزاد طبع مشہور ہے بلکہ اس قدر حد سے زیادہ آزاد ہے کہ جب لیگ کا جلسہ بمبئی میں ہوُا تو مسلمانوں نے کہا کہ اِس شخص کو کیوں صدر بنایا گیا ہے جس کے منہ پر نہ ڈاڑھی نہ مُونچھ۔یہ ہمارا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔اِس کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔اس مقدمہ میں اس نے عدالت میں بیان کیا ہے کہ احمدی لوگ کافر ہیں اِس لئے ان کو مسجدوں میں آنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔اگر کوئی کہے کہ وکیل تو اپنے مؤکّل کا مذہب پیش کیا کرتا ہے اِس لئے مظہر الحق نے غیر احمدیوں کا مذہب پیش کیا ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ دونوں طرف کے وکیل مُفت اس مقدمہ کی پیروی کررہے ہیں۔پس اس کا اس جگہ آ کر مُفت کھڑا ہونا ہی ثابت کر دیتا ہے کہ وہ ہمیں کافر سمجھتا ہے۔اور اگر اس نے دل سے ہمیں کافر نہیں کہا اور بظاہر ہمارا نام کافر رکھا ہے تاکہ اس کے مؤکّل اس سے خوش ہوں تو یہ اس سے بھی بُرا ہے۔

اس نے بڑا زور اِس دلیل پر دیا ہے کہ چونکہ یہ لوگ کافر ہیں اِس لئے یہ ہماری مساجد میں آ کر نماز نہیں پڑھ سکتے اور ان کو ہماری مسجدوں میں آنے کا حق نہیں۔کیا اب بھی کِسی کو شک ہے کہ

انگریزی تعلیم یافتہ ہمیں کافر نہیں کہتے۔ وہ شخص جو ہمیں سچے دل سے مسلمان کہے گا وہ ضرور احمدی ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [1]۔ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرماتا ہے کہ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو ہدایت دیتے ہیں۔ پس جو شخص ہمیں مسلمان کہے گا وہ یقیناً احمدی ہو کر رہے گا۔

اِس موقعہ پر مظہر الحق کا ہمیں کافر کہنا بھی ہمارے لئے ایک فتح ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ اِس موقع پر ہمارے مقابلہ میں آیا ہے اور اس وقت ان کے بڑے سر گردہ نے ہمیں کافر کہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں بہت بڑا بُغض ہے ورنہ ان لوگوں کا تو یہ رویّہ ہے کہ یہ بظاہر کسی کو بھی بُرا نہیں کہتے بلکہ یہ تو اس کو تہذیب سمجھتے ہیں کہ کسی کی بُری بات کو بھی بُرا نہ کہا جائے اور ایک دوسرے کے عقیدہ کے متعلق کوئی بات نہ چھیڑی جائے۔ غالباً اسی مظہر الحق نے ایک ہندوؤں کی مجلس میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے فلسفہ سیکھنا چاہیئے یہ کسی کو بھی بُرا کہنا جائز نہیں جانتے۔ لیکن ہمیں ان لوگوں کا مساجد سے روکنا اور کہنا کہ یہ لوگ بوجہ کافر ہونے کے مساجد سے روکے جانے چاہئیں اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ ہمیں کافر جانتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اِس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ جو کسی کے جی میں آئے مسجد میں کھڑا ہو کر کہہ دے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ تقریر ہر مقرر کا اپنا خیال ہوتا ہے اس کا نام ذکر اللہ نہیں رکھا جا سکتا۔ اِس مسجد میں بھی بعض لوگ بولنا شروع کرتے ہیں اور دوسرے لوگ جو سُنتیں یا اَوراد پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کو تکلیف ہوتی ہے اِس لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے تقریر اپنا ایک خیال ہے وہ ذکر اللہ نہیں۔ اِس طرح اگر کوئی پادری آئے اور مسجد میں تقریر شروع کر دے تو کیا یہ اس کا حق ہے۔ ہر گز نہیں۔ کیونکہ یہ تو ذکر اللہ نہیں۔ لیکن اگر وہ اپنے طریق عبادت سے ہماری مسجد میں عبادت کرنا چاہے تو ہم اس کو بڑی خوشی سے اجازت دیں گے۔ اگرچہ وہ طریق غلط ہے مگر ان کے ہاں چونکہ اسی طرح خدا کی عبادت کرتے ہیں اِس لئے ہم اس کو نہیں روکیں گے۔ آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی، تسبیح و تحمید، اللہ اکبر اُونچا نہیں کہنا چاہیئے اِس طرح دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن بعض لوگ اُونچی اُونچی بول کر دوسروں کی نماز اور ذکرِ الٰہی میں حارج ہوتے ہیں۔

آج سے مَیں اِعلان کرتا ہوں کہ کسی شخص کو یہاں کی مسجدوں میں میری اجازت کے بغیر تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن ذکرِ الٰہی خواہ ہندو بھی کرنا چاہیں تو ہم ان کو اجازت دیں گے اور بڑی خوشی سے دیں گے۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ مسجد میں بیٹھے ہوئے اُونچی آواز سے حدیث سُنا رہے تھے حضرت

[1] العنکبوت: ۷۰۔

عائشہؓ نے روک دیا اور کہا کہ یہ کیا کرتے ہو اور کہا کہ کیا رسول اللہؐ کے وقت میں بھی اِسی طرح ہوتا تھا جس طرح تم کرتے ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ خاموش ہو گئے [1]۔ تو مساجد میں بلا انتظام لیکچر شروع کر دینا یہ دوسروں کے لئے اِبتلاء ہے۔ بعض لوگ تقریر کے شور سے مجبور ہو کر اپنے نفل چھوڑ دیتے ہیں۔ پس مساجد میں تقریروں کے لئے اِنتظام ہونا ضروری ہے۔ اگر غیر احمدی اپنی مسجدوں میں حضرت صاحب کے دعویٰ بیان کرنے سے ہمیں روکیں تو وہ ہمیں روک سکتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے عبادت کی اجازت دی ہے اور اس میں انسان کے اپنے خیالات کا دخل نہیں ہوتا۔ جس طرح کسی کا عقیدہ ہو وہ اسی طرح کر سکتا ہے لیکن ہمیں تو عبادت کرنے سے روکا جاتا ہے اِس لئے اِس آیت کی رُو سے ہمیں مسجدوں سے روکنے والے غیر احمدی اظلم ہیں اور یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری جماعت حق پر ہے۔

بعض لوگ ہمارے قرآن کریم کی آیت کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا معیار قرار دینے سے چڑا کرتے ہیں لیکن وہ بے شک چڑیں۔ قرآن کریم بسم اللہ سے لے کر سُورہ والنّاس تک حضرت مسیح موعود کی صداقت سے لبریز ہے کیونکہ قرآن کریم رسولوں کی صداقت کے نشان بتلاتا ہے اور حضرت مسیح موعود کا دعویٰ رسالت کا ہے پس آپ میں تمام انبیاء کے نشان پائے جاتے ہیں اِس لئے جس قدر نبیوں کی شناخت کے معیار قرآن کریم میں ہیں وہ سب آپ پر بھی چسپاں ہوتے ہیں اور قرآن کریم جس طرح حضرت ابراہیمؑ، نوحؑ، داؤدؑ۔ اسحٰقؑ، یعقوبؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر کرتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کو ثابت کرتا ہے۔ پس ہم سے لڑنے والا ہم سے نہ لڑے بلکہ خدا سے لڑے جس نے تمام معیار حضرت مسیح موعود کی صداقت میں رکھ دئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کو اِس امر کے سمجھنے کی توفیق دے کہ وہ ہمیں اپنی مسجدوں سے روک کر کونسا پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں کہ جو شخص مساجد سے روکتا ہے وہ دُنیا و آخرت میں کبھی عزّت نہیں پا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ دُنیا میں بھی ذلیل و رُسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ پس وہ مسجدیں جن سے آج ہمیں روکتے ہیں وہ دن آتا ہے کہ اوّل بھی اور بعد بھی ہم ہی ان میں نماز پڑھنے پڑھانے والے ہوں گے۔

(الفضل ۹؍جنوری ۱۹۱۷ء)

[1] مسلم باب الزہد باب التثبت فی الحدیث و حکم کتابة العلم۔